کتاب نما

آنحضور ؐ کے نقشِ قدم پر: عبدالرحمٰن عبد۔ ناشر: جنگ پبلشرز لاہور۔ صفحات: اول ۱۴۴، دوم ۱۵۶، سوم ۱۶۰، چہارم ۱۵۶۔ قیمت: فی حصہ ۱۵۰ روپے، مجموعی ۶۰۰ روپے۔

عبدالرحمٰن عبد کی ''دیرینہ خواہش'' تھی کہ ''محبت کی بارگاہ کے وہ مقدس مقامات'' دیکھے جائیں ''جہاں جہاں سے وہ گزرے، جہاں جہاں ٹھہرے''۔ سعودی حکومت نے پاکستانی کالجوں کے عربی اساتذہ کو تدریسِ عربی کی تعلیم کے لیے دو سالہ وظیفے پر بلانے کا سلسلہ شروع کیا تھا تو ۱۹۷۸ میں انھیں بھی نجد و حجاز جانے کا موقع ملا، اس طرح ان کی دیرینہ خواہش پوری ہونے کا سامان ہو گیا۔

عبدالرحمٰن عبد نے اپنے پہلے ہی سفر میں طے کر لیا تھا کہ وہ عربی زبان کی تعلیم و تحصیل تک محدود نہیں رہیں گے، بلکہ اپنے زمانہ قیام کو مقاماتِ نبوی ؐ کے تفصیلی مطالعے و مشاہدے کا ذریعہ بنائیں گے۔ چنانچہ ''آنحضور ؐ کے نقشِ قدم'' پر چلتے ہوئے انھوں نے باقاعدہ ایک پروگرام کے تحت مدینۃ النبی ؐ، مسجدِ نبوی، مسجد قبا، مقام بدر، جبل احد، مرقد سیدہ آمنہ، خیبر، مدائن صالح، تبوک، حدیبیہ، مکہ معظمہ، حرم پاک، غار حرا، جبل ثور، طائف، منیٰ، جبل رحمت، عرفات وغیرہ کی تفصیلی بات کی۔

زیرِ نظر کتاب، جسے چار حصوں میں چار مختلف ناموں (حرم نبوی، حرم مدینہ، حرم مکہ، حرم عرفات) سے شائع کیا گیا ہے، مصنف کے اسی مطالعاتی اور جذباتی دورے کا حاصل ہے۔

مصنف اس دورے پر، ایک طالب علم بن کر گئے، مگر پوری تیاری کے ساتھ---مقاماتِ نجد و حجاز پر اردو، عربی اور انگریزی میں معروف اور اہم کتابوں کا مطالعہ کیا، نوٹس لیے بلکہ بعض ضروری کتابیں اور معلوماتی لوازمہ (سامانِ خورد و نوش کی طرح) ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے۔ بالعموم انھوں نے ہر مقام کی اجتماعی زیارت کی۔ ان کے ہم سفر رفقا میں حفاظِ قرآن، علوم دینی کے فاضل، تاریخ و سیرت نبوی ؐ پر گہری نظر رکھنے والے، اور عربی زبان ادب کے ماہر شامل تھے، چنانچہ یہ سب لوگ ایک ایک مقام کو بڑی محبت و چاہت کے ساتھ دیکھتے ہیں، اپنی اپنی معلومات و مطالعے سے ساتھیوں کو آگاہ کرتے ہیں، قرآن و حدیث اور سیرتِ نبوی ؐ کے حوالے سامنے لاتے ہیں اور مستشرقین کی تحقیق پر رائے زنی

کرتے ہیں۔ اس طرح کتاب کا بیانیہ زیادہ تر گفتگوؤں' مکالموں اور تبادلہ خیالات کے حوالے سے آگے بڑھتا ہے۔ جہاں کوئی کمی رہ جاتی ہے 'مصنف اپنے مطالعہ و تحقیق' حوالوں اور اقتباسات سے اسے پورا کر دیتے ہیں۔ یہ اسلوب نیا تو نہیں 'لیکن دیار حبیب ؐ کے اس سفرنامے میں پہلی دفعہ اتنی مہارت سے اختیار کیا گیا ہے کہ اس کی دل کشی و دل آویزی میں چار چاند لگ گئے ہیں۔ قاری بھی خود کو مصنف اور ان کے رفقا کا ہم سفر محسوس کرنے لگتا ہے۔ یوں ان کی کوشش رہی ہے کہ وہ زیر زیارت مقام کے بارے میں 'موجود و دستیاب ممکنہ تفصیل اور معلومات' سامنے لے آئیں تاکہ ''عہدِ رسالت کے اوراقِ گم گشتہ' زندہ و متحرک تصاویر میں بدل جائیں'' (۱' ص ۵۷)۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب رہے ہیں۔

اندازہ ہوتا ہے کہ مصنف نے اپنی یادداشتوں کی بنیاد پر کتاب کو حتمی صورت دینے سے پہلے' مختلف مقامات و روایات کے سلسلے میں خاصی تحقیق و تفتیش کی ہے' چنانچہ کتاب کا ہر باب اور ہر موضوع وسیع تر مآخذ اور حوالوں سے معمور نظر آتا ہے اور مصنف اس کی تمام جزئیات اور تفاصیل فراہم کرتے ہیں۔ مثلاً حرم شریف کی عمارت کا ذکر آیا تو بتاتے ہیں کہ عثمانی تعمیر کا رقبہ ۲۹ ہزار مربع میٹر تھا' جو اب نئی تعمیر سے 'پانچ گنا سے بھی بڑھ کر ۱۶۰ ہزار مربع میٹر ہو گیا۔ عثمانی حصے میں ۱۵۱ گول ستون سنگ مرمر کے ہیں جن کا قطر نصف میٹر کے لگ بھگ ہے۔ ۲۰۶ ہشت پہلو ستون' حجر شمیسی سے بنائے گئے ہیں' اور ۷۵ ستون کنکریٹ سے (۳' ص ۵۱)۔ میناروں کا ذکر آیا تو ان کی تعداد' بلندی' محیط' بالکونیوں اور چوٹی کے سنہرے ہلال تک کی تفصیل بیان کر دی۔ زمزم کا ذکر آیا تو جملہ متعلقہ روایات و معلومات کے ساتھ یہ تک بتا دیا کہ چاہ زمزم کے قرب و جوار میں پینے کے لیے ساڑھے چار سو ٹونٹیاں لگی ہیں۔ غلاف کعبہ کے تذکرے میں 'اس کی کئی صدیوں پر محیط پوری تاریخ بیان کر دی (۳' ص ۴۱)۔

کتابی اور مشاہداتی معلومات 'کتاب میں شامل بہت سی تصاویر اور نقشوں کی مدد سے واضح ہو کر سامنے آتی ہیں۔ توضیح و تصریح کے لیے کبھی وہ تقابل کا پیرایہ اختیار کرتے ہیں: ''بیت اللہ شریف کے ستون بھاری بھرکم اور عالی ہیں 'یعنی عظمت و ہیبت کا تاثر دیتے ہیں۔ اس کے برعکس مسجد نبوی ؐ کے یہ ستون (کل ۴۷ ستون) دیکھ کر نرمی اور تلطف کا احساس ہوتا ہے۔ یہ صرف ایک فٹ قطر کے اکہرے سفید' پتلے اور چمکیلے ستون ہیں۔ اوپر محرابوں پر طلائی نقش و نگار کا اتنا نفیس کام کیا گیا ہے کہ ماہرین کی صناعی دل پر نقش ہو جاتی ہے اور یوں لگتا ہے کہ حسن بے نقاب ہو گیا ہے'' (۱' ص ۶۷)۔ گنبدِ خضرا کے تذکرے میں اس کی تعمیر و بناوٹ کی جزئیات اور نزاکتوں کے ساتھ اس کے رنگ کے

بارے میں بتایا کہ گنبد کا سبز رنگ ڈیڑھ سو سال سے ہے۔ ترک سلطان عبدالمجید نے مسجد کی تعمیر جدید بہت وسیع پیمانے پر کرائی تھی۔ اس نے ۱۸۳۷ میں اس مقدس گنبد کا رنگ سبز کرایا' اور یہ گنبد خضرا کہلایا۔ اس سے پہلے سفید رنگ تھا۔ کچھ عرصہ نیلا رنگ بھی رہا اور اس رعایت سے یہ گنبد بیضا اور گنبد زرقا کہلاتا رہا۔ اب گنبد خضرا ہے (۱'ص ۸۷)۔

کتاب میں جدید سعودی مملکت 'اس کے بڑے شہروں' خصوصاً جدہ اور ریاض کی تعمیر جدید (مع ان کی قدیم تاریخ) اور بعض اداروں جامعہ ام القریٰ' جامعہ ریاض اور مدینہ یونی ورسٹی کے بارے میں بھی مفید اور دلچسپ معلومات ملتی ہیں۔ مثلاً یہ کہ مولانا مودودیؒ نے شاہ سعود کی دعوت پر مدینہ کی مجوزہ اسلامی یونی ورسٹی کے بارے میں ایک مفصل سکیم پیش کی۔ مقامی علما کا اصرار تھا کہ یونی ورسٹی میں صرف حنبلی فقہ پڑھائی جائے' لیکن مولانا مودودیؒ کی تجویز تھی کہ مستقبل کے علما میں اجتہادی ذوق اور نظر پیدا کرنے کے لیے' چاروں فقہی مذاہب کو دلائل کے ساتھ پڑھایا جائے۔ معاملہ کلیدی نوعیت کا تھا اس لیے رائے شماری کی نوبت آگئی اور ۱۲ کے مقابلے میں مولانا مودودیؒ کی تجویز ۱۸ کی کثرت رائے سے منظور ہوئی (۲'ص ۳۱)۔

مصنف' جامعہ ریاض کے زمانہ طالب علمی کو اپنی "زندگی کے روشن ترین ایام" شمار کرتے ہیں' اور کیوں نہ ہو' اس زمانے میں انھوں نے نہ صرف "آسمان علم و فضل کے نجوم العلوم" اپنے اساتذہ سے کسب فیض کیا' بلکہ "آنحضورؐ کے نقش قدم پر" چلتے' سفر کرتے ہوئے' ماحصل کے طور پر انھیں زیر نظر کتاب تالیف کرنے کی توفیق میسر ہوئی۔ ایں سعادت بزور بازو نیست۔

یہ کتاب مقامات نبویؐ کا سفرنامہ ہے اور ان کی تاریخ بھی۔ اسے سیرت پاکؐ کا ایک دل کش اور مستند مرقع بھی کہہ سکتے ہیں جسے ایک پُرجوش زائر نے آپؐ سے والہانہ عقیدت و شیفتگی کے ساتھ قلم بند کیا ہے۔ مصنف نے بیانیے کو زیادہ مفصل' واضح اور موثر بنانے کے لیے قرآن' حدیث' سیرت' تاریخ' عربی ادب' قدیم و جدید مشرقی و مغربی مصنفین کی تحقیقات اور کلام اقبال کا سہارا لیا ہے۔ نبی کریمؐ سے اظہارِ عقیدت کا یہ ایک انوکھا انداز ہے۔ اردو میں حج کے سیکڑوں سفرنامے لکھے گئے اور سیرت نبیؐ کا ایک وسیع و عظیم ذخیرہ بھی موجود ہے' لیکن ایک قلبی والہانہ جذبے سے سرشار ہو کر لکھی ہوئی یہ روداد' اور انتہائی محنت و جانکاہی کے ساتھ مرتب کی ہوئی یہ تاریخ' اردو سفرناموں اور کتبِ سیر میں' ایک منفرد کتاب کے طور پر یادگار رہے گی۔ (رفیع الدین ہاشمی)

حُسنِ تفسیر: ڈاکٹر نصیر احمد ناصر۔ ناشر: فیروز سنز لاہور۔ صفحات: جلد اول ۴۹۳' دوم ۶۷۷۔

قیمت: جلد اول' ۲۰۰ روپے' دوم ۲۵۰ روپے۔

مولف بتاتے ہیں کہ ۱۹۴۳ میں وقوع پذیر "ایک نفسیاتی جمالیاتی" لمحے میں انھیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے "قرآن عظیم کی تفسیر کبیر لکھنے پر مامور" (ص ۲۱) کیا تھا۔ چنانچہ ۴۸ برس تک مختلف علوم و فنون کی تحصیل اور ایک طویل تفکر و تحقیق کے نتیجے میں انھوں نے پہلے تو متعدد کتابیں تصنیف و شائع کیں' پھر زیر نظر تفسیر لکھی' جس کا پورا حصہ اول سورہ فاتحہ پر مشتمل ہے' اور دوسرے حصے میں سورہ بقرہ کی فقط ۳۹ آیات تک کی تشریح سما سکی ہے۔

مقدمے (ص ۲۳ تا ۷۷) میں تفہیم قرآن کی شرائط (تلمیذ قرآن بننا' آرزوئے ہدایت' مطہر ہونا' رزق حرام' سود خوری' تمباکو اور ناپاک مشروبات سے پرہیز وغیرہ) کا ذکر ہے' پھر ایک تفصیلی دیباچہ (ص ۷۸ تا ۱۴۶)' چند متفرق مباحث' اس کے بعد "تعوذ" کی تفسیر (ص ۱۷۳ تا ۲۱۹)۔ یوں تقریباً دو سو صفحے کے بعد سورہ فاتحہ کی تفسیر شروع ہوئی ہے۔ طریق و ترتیب تفسیر یہ ہے: آیات کا اردو ترجمہ' پھر تفسیری ترجمہ۔ اس کے بعد' الفاظ و اصطلاحات کی لغوی تشریح' پھر قرآنی تشریحات' جس میں بہت سے ضمنی مسائل پر بھی کلام کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے مضامین و مباحث میں خاصا تنوع پیدا ہو گیا ہے۔

مولف کا نقطہ نظر بالعموم متوازن اور مثبت ہے' مثلاً ان کے خیال میں مسلمانوں کے زوال کے اسباب یہ ہیں کہ کسی اسلامی ملک میں صلوٰۃ و زکوٰۃ اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے ادارے قائم نہیں ہیں' قرآن کو ترک کر دیا گیا ہے اور مسلمان' اسلام میں پورے طور پر داخل نہیں ہیں (ص ۳۸)' رسول اکرم ﷺ کا سب سے بڑا تاریخ ساز مثالی کارنامہ اسلامی معاشرے کی تشکیل و تعمیر ہے (ص ۱۳۸) وغیرہ۔

قرآن پاک کو سمجھنے اور سمجھانے کی سعادت جسے حاصل ہو جائے' اس کی خوش نصیبی ہے' اور اس سعادت کو حاصل کرنے کی ہر کوشش مستحسن ہے۔ مولف ایک معروف و مقبول صاحب علم و قلم شخصیت ہیں' اور انھوں نے تفاسیر کی فہرست میں ایک ایسا اضافہ کیا ہے جو ان کے ذوق جمالیات و فلسفہ کا بھی مظہر ہے' اور جو' مباحث کے تنوع اور تفصیل کے اعتبار سے ایک دائرہ معارف نظر آتا ہے۔ یہ تفسیر بلاشبہ مصنف کی علمیت اور جانکاہی و محنت کا بہترین نمونہ ہے۔

"حسن تفسیر" کے حسن میں مزید اضافہ ہو جاتا اور ایک عام قاری بھی اس سے بخوبی استفادہ کر سکتا' اگر مولف دو تین باتوں پر مزید توجہ دیتے یا شاید عام قاری ان کے پیش نظر نہ ہو۔ اول: لفظی تشریح اور لغوی تحقیق اس قدر طویل نہ ہوتی۔ دوم: انداز تشریح کچھ زیادہ فلسفیانہ ہے۔ سوم: کئی جگہ اسلوب ایک بلند تر علمی سطح کا حامل ہے' اور اس وجہ سے یہ' ایک عام قاری کے لیے قدرے نامانوس اور مشکل ہے' مثلاً: "انسان کی تکمیل ذات اور غایت الغایات" کے عنوان سے دوسری جلد کا آغاز

اس طرح ہوتا ہے: ''عمر اس سوچ میں گزر گئی کہ انسان کی غایت الغایات کیا ہے؟ اور اس کے حصول کا ذریعہ یا ذرائع کیا ہیں؟ اور وہ اپنی ذات کی تکمیل کیسے کر سکتا ہے؟ سوچتے سوچتے جب رہوارِ عمر اپنے سفر کی ۵۷ منزلیں طے کر چکا تو ایک شب روحِ قرآن اپنے اس تلمیذ کے قلب پر مشہود ہوئی' اسرار کھلنے لگے اور مسئلہ حل ہونے لگا۔ یہ عالم مشہود کیا ہوا تھا؟ میں تو یہ جانتا ہوں کہ میرے لیے وہ عالم حسن و عشق تھا' جسے علم کے عالم تحیر و سرور سے تعبیر کر سکتے ہیں (ص ۱۵)۔

مولف نے بڑی صحیح بات کہی ہے کہ رسول کریم ؐ معلم و مزکی تھے اور آپ ؐ نے اپنے رفقا کی تعلیم و تربیت قرآن حکیم کی روشنی میں کی (ص ۱۱۶ دوم)۔ اس بات کے پیش نظر' ہماری رائے میں' مختلف مسائل کی تشریح میں سیرت و حدیث سے بھرپور استشہاد بہت مفید ہوتا' مثلاً: تقویٰ' حروف مقطعات' متشابہات' انفاق فی سبیل اللہ اور ذکر منافقین جیسے اہم موضوعات کی تفسیر میں لغتوں کے حوالے تو ملتے ہیں' لیکن آپ ؐ کے فرمودات کا ذکر نہیں ملتا' حالاں کہ متذکرہ بالا موضوعات پر حدیث نبوی ؐ میں مفصل ہدایات موجود ہیں' جنھیں پیش نگاہ رکھے بغیر' ان مباحث کی کماحقہ' تفہیم ممکن نہیں۔

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے بعض امور پر' دیگر مفسرین سے اختلاف بھی کیا ہے' مثلاً ان کے خیال میں آدم' ابلیس اور حوا کا قصہ ایک تمثیلی رودار ہے۔ جنت کو لغوی معنی (باغ) میں استعمال کیا گیا ہے۔ آدم کو آسمانوں پر نہیں' بلکہ دنیا میں یعنی روئے زمین پر پیدا کیا گیا۔ وجود انسانی' تخلیق آدم سے پہلے موجود تھا (ص ۵۵۳' ۵۶۹' ۵۷۷' ۶۱۸' ۶۳۴' ۶۳۸ وغیرہ)۔ (ر-ہ)

ارمغانِ اقبال: ڈاکٹر رحیم بخش شاہین۔ ناشر: اسلامک پبلی کیشنز لاہور۔ صفحات: ۳۳۸۔ قیمت: ۶۶ روپے۔

ڈاکٹر رحیم بخش شاہین' اقبالیات کے ماہر اور محقق ہیں' اور علامہ اقبال اوپن یونی ورسٹی اسلام آباد سے بطور صدر شعبہ اقبالیات وابستہ ہیں۔ اس طرح اس کی منصبی ذمہ داریاں اور علمی سرگرمیاں ایک دوسرے سے ہم آہنگ و مربوط بھی ہیں اور باہم دگر معاون و موید بھی۔ شاہین صاحب اس سے قبل' اقبالیات پر متعدد تصانیف شائع کر چکے ہیں۔ اب انھوں نے ''ارمغانِ اقبال'' پیش کی ہے' جو ان کے تحقیقی مقالات کا مجموعہ ہے۔

''ارمغان اقبال'' اس مجموعے کا پہلا اور ایک لحاظ سے کلیدی مقالہ ہے۔ یہ علامہ اقبال کے وہ نوٹس ہیں' جن کی بنیاد پر وہ قرآن' اسلام اور اجتہاد پر کچھ لکھنا چاہتے تھے۔ شاہین صاحب نے انگریزی متن کے ساتھ اردو ترجمہ بھی دیا ہے (اس سے پہلے بعض اصحاب نے اس ضمن میں جو کام کیا' وہ

ادھورا تھا اور ناقص) پھر متن کے بعض موضوعات و شخصیات پر مفصل حواشی دیے ہیں ' اور آغاز میں نہایت سیر حاصل پس منظر ۔ ۳۷ صفحات کا یہ جامع مقالہ ' بڑی محنت و کاوش سے تیار کیا گیا ہے ۔

''شیخ نور محمد ' پدر و مرشد اقبال'' کی حیثیت سوانحی ہے ' جس میں مولف ۔ ... اس موضوع پر تمام دستیاب لوازمہ ' تحقیقی انداز میں مرتب کر دیا ہے ۔ علامہ کے والد گرامی کے ایسے مفصل حالات شاید ہی کہیں اور دستیاب ہوں ۔ مگر بھارت کے محمد عظیم فیروز آبادی نے شیخ نور محمد کے نام (نور محمد / میر محمد / نتھو) کے بارے میں جو شکوک و شبہات پھیلائے ' ضروری تھا کہ ان کا جائزہ بھی لے لیا جاتا ۔ ''تیسری گول میز کانفرنس اور اقبال'' میں کانفرنس کے پس منظر ' مقاصد اور علامہ کے عزم یورپ ' لندن کی مصروفیات ' واپسی پر پیرس میں برگساں سے ملاقات ' سفر ہسپانیہ ' مسجد قرطبہ کی زیارت ' واپسی پر لاہور میں علامہ کا خیر مقدم اور تاثرات سفر کا بیان ہے ۔ اس سفر کی ایسی مفصل روداد بھی شاید پہلی بار مرتب کی گئی ہے ۔ مضمون کے بعض حصے (جیسے پیرس کی مصروفیات ' سپین کا سفر ' مسجد قرطبہ کا تعارف اور تفصیل وغیرہ) کانفرنس کے دائرے میں نہیں آتے ۔ اس اعتبار سے ''علامہ اقبال کا تیسرا سفر یورپ'' اس مضمون کا زیادہ حسب حال عنوان ہے ۔ ص ۲۲۵ پر ' ایک مختصر سے حاشیے کے سوا ' انھوں نے محمود الرحمٰن کی روایت (تو درج کر دی ' مگر اس) کے استناد پر بحث نہیں کی ۔ صدیق جاوید کی تنقیح کے بعد ' تو یہ اور بھی ضروری تھا ۔ ہمارے خیال میں محمود الرحمٰن کی روایت بڑی حد تک بے سروپا ہے ۔

تین مضامین ' شخصیات کے حوالے سے ہیں : مولانا محمد علی جوہر اور علامہ اقبال ۔ علامہ اقبال اور اکبر الہ آبادی ۔ اقبال اور نقاش فطرت ایم اسلم --- (موخر الذکر دراصل ' اقبال کے بارے میں ایم اسلم کی یادداشتوں کی روداد ہے) جوہر و اکبر سے علامہ اقبال کے ربط و تعلق پر کئی اصحاب نے قلم اٹھایا ہے ' مگر اس تفصیل سے باہمی تعلقات اور فکری و ذہنی رابطوں کا بیان غالباً پہلے کہیں نہیں ہوا ۔

دو مضامین مکاتیب اقبال سے متعلق ہیں ' جن میں دو ' نو دریافت مکاتیب (مع پس منظر و حواشی) پیش کیے گئے ہیں ۔ ایک تو سید نذیر احمد نیازی کے نام گم شدہ خط ہے اور دوسرا انبالہ کے ایک ایڈووکیٹ اور سماجی شخصیت سید محمد حنیف کے نام ۔ ان کی حیثیت ' علامہ کے ذخیرۂ مکاتیب میں ایک قابلِ قدر اضافے کی ہے ۔

یہ مجموعہ ' اقبالیات کی وقیع کتابوں میں شمار ہونے کے لائق ہے ۔ ڈاکٹر شاہین کسی موضوع پر دستیاب جملہ ماخذ کی مدد سے ' موضوع کے جملہ پہلوؤں کو سامنے لاتے ہیں اور تفصیل اور پھیلاؤ کے باوجود وہ اہم نکات کو ایک خاص ربط اور سلیقے سے پیش کرنے میں مہارت رکھتے ہیں ۔ امید ہے علمی

حلقوں میں ''ارمغان اقبال'' کا بہ نظر استحسان خیر مقدم کیا جائے گا۔ افسوس ہے ایسی عمدہ کتاب کا اشاعتی معیار کچھ زیادہ اچھا نہیں ہے۔ (ر - ہ)

تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴: جلد دوم [قومی اسمبلی میں قادیانی مقدمہ] مرتب: مولانا اللہ وسایا۔ ناشر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 'حضوری باغ روڈ' ملتان۔ صفحات: ۴۴۲۔ قیمت: ۱۵۰ روپے۔

عقیدہ ختم نبوت 'اسلام اور دین و شریعت کا بنیادی ستون ہے۔ ختم نبوت میں کسی طرح کا شک و شائبہ خرمنِ ایمان کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے۔ انیسویں صدی کے اختتام پر مرزا غلام احمد قادیانی نے ختم نبوت کے عقیدے پر تیشہ چلایا اور اپنی افرنگ زدہ نبوت کا بیج بونا شروع کیا' تو اسی وقت دلیل اور تبلیغ کے میدان میں علمائے حق نے اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ قادیانی نبوت کے تار و پود بکھیرنے میں علامہ محمد اقبال' مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی' مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری' شورش کاشمیری اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

۱۹۷۴ میں تحریک ختم نبوت کے حوالے سے 'قومی اسمبلی میں قادیانیوں کی ربوہ جماعت کے امیر مرزا ناصر احمد اور لاہوری گروپ کے امیر صدر الدین پر جو جرح کی گئی' زیر نظر کتاب اس کی روداد پر مشتمل ہے۔ فاضل مرتب مولانا اللہ وسایا صاحب کا فراہم کردہ یہ قیمتی لوازمہ 'قومی اسمبلی کے ریکارڈ پر مبنی ہے۔ یہ کام بلاشبہ بہت اہم اور لائق تحسین ہے۔

اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار نے جس فاضلانہ اور ماہرانہ انداز میں ختم نبوت کا کیس پیش کیا' وہ پاکستان کی آئینی تاریخ میں عدالتی تجزیے کا شاہکار ہے۔ امرِ واقعہ ہے یہ کتاب بہت سی کتابوں سے بے نیاز کر کے قادیانی مسئلے کے حقیقی تناظر کو نکھار کے رکھ دیتی ہے۔ اس کتاب کا انگریزی اور عربی ترجمہ وقت کی ضرورت ہے۔ پروف کی اغلاط اور ترتیب و پیش کش کے سقم دور کر لیے جائیں تو اس کی افادیت اور بھی زیادہ بڑھ جائے گی۔ چوتھے باب کو اس سے الگ کر کے مزید تفصیلات کے ساتھ شائع کرنا بھی بہت مفید رہے گا۔

مرتب نے کتاب کے مقدمے میں لکھا ہے: ''بھٹو حکومت نے اپنے وعدے کے باوجود قومی اسمبلی کی اس کارروائی کو شائع نہ فرمایا' اب جناب ذوالفقار علی بھٹو کی صاحب زادی بے نظیر صاحبہ برسراقتدار ہیں' قدرت ان کو توفیق دے.... اس وقت [یعنی ۱۹۷۴ میں] اسمبلی کے ارکان اور دوسرے اکابر سے اسمبلی کی کارروائی کے متعلق زبانی اور تحریری جو معلومات حاصل ہوتی رہیں' شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری کے حکم پر فقیر مرتب کرتا رہا... تاہم اگر کسی دن یہ کارروائی

حکومت نے شائع کر دی تو ان شاء اللہ ہمیں اپنی دیانت پر اتنا اعتماد ہے کہ آپ کو سوائے اجمال وتفصیل کے اور کوئی فرق نظر نہ آئے گا" (ص ۷-۸)۔

ہمارا خیال ہے کہ مولانا نے "عذر گناہ" کے طور پر جو کہا ہے اس کی ضرورت نہ تھی۔ درحقیقت تو یہ ساری داستان قومی اسمبلی کا اصل ریکارڈ ہی ہے (انگریزی حصوں کا ترجمہ کیا گیا ہے 'یا ممکن ہے ' کسی جگہ معمولی سی ترمیم کی گئی ہو) جسے بیوروکریسی خفیہ رکھنا چاہتی تھی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۹۵۳ میں تحریک ختم نبوت کی انکوائری رپورٹ (المعروف منیر رپورٹ) ایک خاص زاویے سے مرتب کی گئی تھی جس کا مقصد دینی طبقے کا مذاق اڑانا اور ختم نبوت کے مسئلے کو نوکر شاہانہ شعبدہ بازی کی بھینٹ چڑھانا تھا' اس لیے حکومت نے اس رپورٹ کا فی الفور انگریزی اور اردو (غالباً بنگلہ میں بھی) ترجمہ کر کے پورے پاکستان میں پھیلا دیا۔ بعد ازاں جب بھی قومی نوعیت کا معاملہ درپیش آیا تو اسے "خفیہ" کہہ کر دبا دیا گیا۔ یہ حمود الرحمٰن کمیشن رپورٹ ہو' جسٹس صمدانی کمیشن رپورٹ ہو یا قومی اسمبلی کی ختم نبوت رپورٹ' سبھی کو سرخ فیتے کی نذر کر دیا گیا۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۷۴ میں قومی اسمبلی کی جس رپورٹ میں قادیانی نبوت کی دھجیاں بکھر گئیں' اسے دبایا ہی اس لیے گیا ہے کہ یہ رپورٹ "آفتاب آمد دلیل آفتاب" کے مصداق ہر چیز کو روز روشن کی طرح عیاں کر رہی ہے۔ اگر فاضل مرتب زیر نظر رپورٹ کو برملا اور ڈنکے کی چوٹ شائع کر دیتے تو بہت بہتر تھا۔ اس طرح شاید کچھ جواب دہی کرنی پڑ جاتی لیکن اس سے ایک طے شدہ دینی اور آئینی مسئلے کو خواہ مخواہ سرد خانے کا شکار کرنے والوں کو بھی سبق ملتا۔ بہرحال یہ کتاب ایک بہت بڑی سچائی کا دستاویزی مظہر ہے۔ آیندہ ایڈیشن میں صحیح صورت واضح کر دی جائے تو بہتر ہو گا۔ حکومت کو بھی چاہیے کہ وہ خود اس روداد کو من و عن شائع کر دے۔ (سلیم منصور خالد)

جریدۃ الاتحاد سہ ماہی مدیر عبدالجبار عابد' ناشر: جمعیت اتحاد العلماء پاکستان منصورہ ملتان روڈ' لاہور۔ صفحات: ۱۳۵' قیمت: /۱۵ روپے۔

جمعیت اتحاد العلما کے سہ ماہی رسالے کا یہ پہلا شمارہ ہے جس نے اپنے مضامین کی نوعیت کے لحاظ سے ملت اسلامیہ اور پاکستان کے لیے اتحاد جیسے اہم وقت کے موضوع پر ایک خصوصی شمارہ کی حیثیت اختیار کر لی ہے۔ لکھنے والوں میں مولانا مفتی سیاح الدین کاکاخیل' مولانا گلزار احمد مظاہری' مولانا گوہر رحمٰن اور مولانا عبدالمالک جیسے معزز اور محترم نام شامل ہیں۔ علما معاشرے کا ایک نہایت اہم حصہ ہیں جو عوام کی زندگی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔ ان کے بارے میں جدید تعلیم یافتہ طبقے میں تعصب

بھی پائے جاتے ہیں۔ دوسری طرف ان کی قوت کار راز یہ ہے کہ عوام ان کی اندھی تقلید کرتے ہیں۔ اگر یہ ترجمان رسالہ ' باہمی دیواریں توڑ کر ' ہر حلقہ میں جائے اور اپنا مقام حاصل کر لے تو مفید خدمت انجام دے سکتا ہے۔ لیکن اس کے لیے بہت محنت اور منصوبہ بندی کی ضرورت ہے ' اشاعت سے پہلے بھی اور اشاعت کے بعد بھی۔ اس وقت دینی مدارس عالمی موضوع ہیں۔ طالبان نے بھی ان کی اہمیت ایک نئے رخ سے واضح کی ہے۔ حکومت پاکستان کو بھی ان کی فکر ہو رہی ہے۔ ان حالات میں کام کرنے کا ایک بہت وسیع میدان ہے۔ علما کے متعدد اپنے اپنے رسالے شائع ہوتے ہیں۔ جریدۃ الاتحاد کو منفرد و ممتاز رکھنے اور ہر حلقے میں قبولیت عام دلوانے کے لیے کئی تدابیر کی ضرورت ہوگی۔ اسے صرف اتحاد کے علما کے بجائے ہر حلقہ کے علما کی تحریروں کا گلدستہ ہونا چاہیے۔ رسالوں کی فہرست میں ایک کے اضافہ سے کوئی بہتری رونما نہ ہوگی۔ جس حلقے میں شخصیات کی اتنی اہمیت ہے وہاں پہلی اشاعت میں صرف دو پیغامات کوئی اچھی علامت نہیں۔ نیز فہرست میں مضمون نگاروں کے نام کا حذف بھی محسوس ہوا۔ (مسلم سجاد)

تابناک ماضی سے --- درخشاں مستقبل کی طرف!

نیا عزم سمع و بصر جدید انداز

وسیع پیمانے پر اب لاہور سے کام کا آغاز کر رہا ہے

ہمیں پاکستان کے ہر شہر میں اور بیرون ملک دعوتی اور تربیتی کیسٹ کے ساتھ ساتھ نعتوں ' ترانوں اور بچوں کی کہانیوں کے آڈیو / ویڈیو کیسٹ کی فروخت کے لیے ایسے ایجنٹوں / ڈیلروں کی نہیں! رفقائے کار کی تلاش ہے جو ہمارا پیغام پھیلانے میں صاف ستھرے کاروباری اصولوں کے مطابق ہمارے ساتھ تعاون کریں۔

فہرست ' شرائط کار اور دیگر تفصیلات کے لیے:

سمع و بصر

علی ہائٹس ۔9 کمرشل زون کریم بلاک ۔علامہ اقبال ٹاؤن لاہور فون 5411546